غیر مقلّدین کی ننگے سر نماز

تصنیف لطیف

فیض ملت، آفتاب اہلسنّت، امام المناظرین، رئیس المصنفین

مفتی محمد فیض احمد اویسی رضوی مدظلہ العالی

www.FaizAhmedOwaisi.com

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْكَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ

غیر مقلدین کی ننگِ سر نماز

از

شمس المصنفین، فقیہ الوقت، فیضِ ملّت، مُفسرِ اعظم پاکستان،خلیفہ مفتی اعظم ہند

حضرت علامہ ابو الصالح مفتی **محمد فیض احمد اُویسی رضوی** محدث بہاولپوری نور اللہ مرقدہ

نوٹ: اگر اس کتاب میں کمپوزنگ کی کوئی بھی غلطی پائیں تو برائے کرم مندرجہ ذیل ای میل ایڈریس پر مطلع کریں تاکہ اُس غلطی کی تصحیح کر لی جائے۔(شکریہ)

admin@faizahmedowaisi.com

پیش لفظ

چند سال پہلے کی بات ہے کہ بزرگوں، اُستاذوں اور علماء کے سامنے ننگے سَر جانا سخت بے ادبی سمجھا جاتا تھا۔ اللہ تعالیٰ بھلا کرے انگریزی تعلیم حاصل کرنے والوں کا کہ جب سے اُنہوں نے مغربیت کے ماحول کو رواج دیا ہے ہمارے نبی اکرم ﷺ کی سنّتیں رخصت ہو رہی ہیں۔ اب ننگا سَر رہنا تہذیب اور سر ڈھانپنے اور پگڑی باندھنے کو معیوب سمجھا جاتا ہے پھر جدید مذاہب کے افراد اپنی بھرتی بڑھانے کی خاطر مغربیت زدہ لوگوں کو اُنکی منشاء کے مطابق مسئلے گھڑ دیتے ہیں تاکہ یہ لوگ اُن کے جال میں پھنس جائیں۔ کچھ یہی کیفیت آج کل ننگے سَر نماز پڑھنے کی ہے کہ اِدھر تو پگڑی باندھنے کی سُنّت ہمارے ہاتھوں سے نکل گئی یہاں تک کہ علماء و مشائخ تک نے پگڑی جیسی مقدس سُنّت کو خیر باد فرما کر انگریزی اور ہندوی وضع کی ٹوپیاں سر پر رکھ چھوڑی ہیں۔ اُدھر مغرب کے مسحور حضرات پگڑی کی مذاقیں اُڑاتے ہیں۔ اس صورتِ حال سے غیر مقلدین (نام نہاد اہلِ حدیث) نے ناجائز فائدہ اُٹھالیا کہ نماز جیسی مقدس ہیئت (حالت اور عبادت) میں پگڑی اُتار ڈالی اور ننگے سر نماز کا رواج عام کر دیا جس سے مغربیت زدہ نمازیوں کو سہولت مل گئی بارہا فقیر کو اِس مسئلہ کی وضاحت کا ارادہ ہوا لیکن فرصت کب؟ حکیم خلیل احمد صاحب (جہانیاں) کا استفتاء تشریف لایا اور ساتھ ہی تاکید تھی کہ جواب جلد بھیجنا۔ مخلص دوست کے تقاضا پر وقت نکال کر مختصر سا رسالہ مرتب کیا۔ اور اُنہیں بھیج کر مشورہ دیا کہ اِسے چھاپ کر عام کیا جائے تاکہ عوام نماز کے فیوضات و برکات سے بہرہ ور ہو سکیں۔ چنانچہ موصوف نے اس پر عمل فرمایا اور پہلا ایڈیشن عام شائع ہوا۔ اب نظر ثانی سے دوبارہ شائع کیا جا رہا ہے۔ خدا کرے کوئی صاحب حکیم صاحب کی طرح اس رسالے کی اشاعت کریں اور زیادہ سے زیادہ کاپیاں منگوا کر عوام میں مفت تقسیم کریں تو بُہتوں کا بھلا ہو۔

فقیر کے رسالہ ہٰذا کا پہلا ایڈیشن شائع ہوا۔ اہلِ علم و فہم نے اِسے سراہا عمامہ کے ساتھ نماز ادا کرنے کا مژدہ بہار سُنایا۔ لیکن کسی نے غیر مقلدین کا ایک مطبوعہ رسالہ ننگے سر نماز ارسال کیا۔ اس میں غیر مقلدین کے چند مولویوں کی تحریریں تھیں۔ جس میں دلائل کیا تھے۔ بس وہ پرانی عادت کہ عمامہ والی احادیث ضعیف ہیں اور حضور نبی پاک ﷺ اور صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم میں سے فلاں فلاں صحابی نے ننگے سر نماز پڑھی۔ لہٰذا ننگے سر نماز پڑھنی چاہئیے. وغیرہ. فقیر نے وضاحت کے طور تتمہ لگا کر اضافہ کر دیا۔

فقیر قادری محمد فیض احمد اُویسی رضوی غفرلہٗ

11 ستمبر 1988ء بروز اتوار شب 28 محرم الحرام 1409ھ

اِستفتاء: جناب شیخ القرآن ابو الصالح مولانا فیض احمد صاحب اُویسی دامت برکاتہم العالیہ کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلے میں ننگے سر نماز پڑھنی درست ہے یا نہیں؟قرآن و حدیث کی رُوسے جواب عنایت فرمائیں اور پگڑی باندھ کر نماز پڑھنے کی حدیثیں بیان فرمائیں۔السائل خلیل احمد نقشبندی (جہانیاں)

الجواب: الحمد للّٰہ الصمد الاحد والصلوۃ والسلام علیٰ حبیبنا اسمہ احمد وعلےٰ آلہٖ واصحابہ اجمعین۔

تمہید: اما بعد! ہم سب جانتے ہیں کہ حضور سرور کائنات ﷺ سے لے کر صحابہ کرام، تابعین، تبع تابعین رضی اللہ تعالیٰ عنہم خیر القرون سے لے کرسوائے غیر مقلدین کے نماز جیسی اہم عبادت کو ننگے سر کبھی ادا نہیں کیا اور نہ ہی ننگے سر نماز ادا کرنے کا حکم صادر فرمایابلکہ ہمیشہ پگڑی باندھ کر نماز پڑھی اور پگڑی کے ساتھ نماز پڑھنے کے بڑے بڑے فضائل و درجات بیان فرمائے۔

فضائلِ نماز با عمامہ:

حدیث 1: -وَعَنْ أَبِي الدَّرْدَاءِ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "إِنَّ اللَّهَ وَمَلَائِكَتَهُ يُصَلُّونَ عَلَى أَصْحَابِ الْعَمَائِمِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ"[1]

یعنی حضرت ابی درداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا بیشک اللہ عز وجلّ اور اسکے فرشتے جمعہ میں عمامہ باندھے ہوؤں پر درود بھیجتے ہیں۔ (اخرجہ الطبرانی فی الکبیر)

حدیث 2: - عَنِ ابْنِ عُمَرَ مَرْفُوعًا: صَلَاةُ تَطَوُّعٍ أَوْ فَرِيضَةٍ بِعِمَامَةٍ تَعْدِلُ خَمْسًا وَعِشْرِينَ صَلَاةً بِلَا عِمَامَةٍ، وَجُمُعَةٌ بِعِمَامَةٍ تَعْدِلُ سَبْعِينَ جُمُعَةً بِلَا عِمَامَةٍ۔[2]

یعنی حضرت ابی عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کوکہتے سنا کہ ایک نماز نفل ہویافرض عمامہ کے ساتھ پچیس نمازبے عمامہ کےبرابرہے اور ایک جمعہ عمامہ کےساتھ ستر جمعہ بےعمامہ کے ہمسرہے۔(رواہ)ابن عساکر والدیلمی وابن النجار)

---

[1] (مجمع الزوائد ومنبع الفوائد ،كتاب الصلاة ، باب اللباس للجمعة ،176/2، رقم:3075، مكتبة القدسي،سنة النشر: 1414هـ/1994م)

(حلية الأولياء وطبقات الأصفياء ،من الطبقة الأولى من التابعين ، مكحول الشامي ، ذكر من أسند عنهم من الصحابة والأحاديث الغريبة المسندة من طريقه ،ص190 ،دار الفكر للطباعة والنشر والتوزيع)

(فيض القدير ، (حرف الهمزة) ،،270/2، رقم:1817، دار الكتب العلمية)

[2] (كنز العمال في سنن الأقوال والأفعال،كتاب المعيشة والعادات،قسم الأقوال ،133/8، رقم:41131، دار الكتب العلمية، بيروت)

حدیث 3:- عن انس رضی اللّٰہ تعالی عنہ قال قال رسول اللّٰہ ﷺ الصلاۃ فی العمامۃ تعدلبعشرۃ آلاف حسنۃ[3] (الفردوس)

یعنی حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا عمامہ میں نماز دس ہزار نیکیوں کے برابر ہے۔ (رواہ الدیلمی)

حدیث 4:- عن جابر رضی اللّٰہ تعالی عنہ قال قال رسو ل اللّٰہ ﷺ رکعتان بعمامۃ خیر من سبعین رکعۃ [4]

یعنی حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ عمامہ کے ساتھ دو رکعتیں بے عمامہ کی ستر نمازوں سے افضل ہیں۔ (مسند الفردوس)

عباراتِ فقہائے کرام: فقہائے کرام نے سر ننگے ہو کر نماز پڑھنے کو مکروہ لکھا ہے۔

1- دُرِ مختار میں مکروہات الصلوٰۃ بیان فرماتے ہوئے لکھتے ہیں: (وَصَلَاتُهُ حَاسِرًا) أَيْ كَاشِفًا (رَأْسَهُ لِلتَّكَاسُلِ)[5]

فائدہ: ایک حوالہ ہے کیونکہ اس مسئلہ میں کسی فقیہ کو اختلاف نہیں۔

ننگا سر کِس کا: ننگا ہو کر دو گروہ نماز ادا کرتے ہیں:۔ 1- مغربیت زدہ منکرینِ حدیث۔اُن سے ہماری گفتگو بھی بے سود ہے کیونکہ وہ تو اُلٹادین سے ٹھٹھا مخول (مذاق) کرتے ہیں۔ 2- غیر مقلدین جو اپنے آپ کو اہلحدیث کہتے ہیں اُن میں اگر انصاف ہے تو مندرجہ ذیل مضمون کو غور سے پڑھیں۔

(1) نماز میں سر پر پگڑی باندھنے کی حدیثیں ایسی ہیں کہ جن میں شک صرف ضِدّی کرے گایا جاہل اور نبی اکرم ﷺ کی سُنتِ مواظبہ (دائمی) کا خلاف یقینا مکروہ ہے چناچہ بحر الرائق میں ہے:

وَحَاصِلُهُ أَنَّ السُّنَّةَ إِذَا كَانَتْ مُؤَكَّدَةً قَوِيَّةً لَا يَبْعُدُ أَنْ يَكُونَ تَرْكُهَا مَكْرُوهًا كَرَاهَةَ تَحْرِيمٍ [6]

اس قانون کے مطابق بھی سر سے ننگے نماز کی ادائیگی مکروہ ٹھہرے گی۔

(2) ایک آدھ دفعہ اگر حضور ﷺ نے کیا ہے تو وہ صرف جواز کے لئے تھاتا کہ اُمت کے کسی غریب کو اگر پگڑی نہ ملے تو اُس کی نماز کو بھی بارگاہِ نبوت کا دامن نصیب ہو۔(جیسے کہ حضور ﷺ کی عادتِ مبارکہ تھی) مثلاً آپ ﷺ نے پاک جوتا پہن کر

---

[3] (الفردوس بمأثور الخطاب ,406/2 , رقم :3805 ,مطبوعہ دار الکتب العلمیۃ , بیروت)

[4] (كنز العمال في سنن الأقوال والأفعال ,كتاب المعيشة والعادات ,قسم الأقوال ,133/8 , رقم :41130 , دار الكتب العلمية , بيروت)

[5] (رد المحتار على الدر المختار , كتاب الصلاة , باب ما يفسد الصلاة وما يكره فيها , فروع مشى المصلي مستقبل القبلة هل تفسد صلاته ,641/1 ,دار الكتب العلمية , سنة النشر: 1412ھ/1992م)

[6] (البحر الرائق شرح كنز الدقائق , كتاب الصلاة , باب ما يفسد الصلاة وما يكره فيها , قتل الحية والعقرب في الصلاة ,35/2 ,دار الكتاب الإسلامي)

نماز ادا فرمائی ہے اور ایک دفعہ صرف ایک بچی کو مونڈھے پہ بٹھلاکر نماز ادا فرمائی ہے اور ایک دفعہ صرف ایک کپڑے میں نماز پڑھائی ہے اب وہابیوں غیر مقلدوں کو چاہیے کہ ہمیشہ ہی جوتا پہن کر نماز پڑھا کریں۔

بچیوں کو مونڈھے پر بٹھلاکر نماز ادا کریں۔چادر قمیض یا شلوار قمیض وغیرہ کے بجائے صرف ایک تہبند باندھ کر نماز پڑھیں'جواز کی صورت تو یہی ہے کہ کسی غریب کو پگڑی یا رومال ٹوپی وغیرہ دستیاب نہیں تو وہ پڑھ لے لیکن آج کل کون سا بد نصیب انسان ہے جس کے گھر میں جوڑے کپڑوں کے نہ ہوں۔یہ الگ بات ہے کہ پگڑی باندھنے کا شعار ختم ہو گیا ہے لیکن غربت کی وجہ سے تو پگڑی یا رومال ٹوپی وغیرہ نہیں ملتی۔بلکہ عیسائیت کی دیکھا دیکھی یا غیر مقلدین وہابیوں کی طرح کہ پگڑیاں و رومال پاؤں میں پڑیں ہیں اور وہ سر سے ننگے نمازیں پڑھ رہیں ہیں۔

(3) جس زمانے میں سُنّت ِ مُصطفیٰ ﷺ کو اُمت بالکل ترک کردے اُس وقت سُنّت ِ مُصطفیٰ ﷺ کو زندہ کرنا سو (100) شہیدوں کا ثواب ہے۔[7] اب علماء و مشائخ و عوام کے سروں سے پگڑی اُتر چکی ہے۔(اِلاّماشاء اللّٰہ) بجائے اس کے کہ وہابیوں غیر مقلدوں کو ہمارے ساتھ مل کر پگڑی کی اہمیت بیان کریں۔نماز کی ادائیگی میں سختی سے اس عمل کے کاربند بنیں نہ کہ الٹاسُنّت ِ مُصطفیٰ ﷺ کے مخالفین کوموقع دیں تبھی تو کہیں گے جب نماز (جیسی افضل العبادۃ جسے معراج کے لقب سے نوازا گیا ہے) میں پگڑی نہیں باندھیں تو پھر نماز کے باہر کیا ضروری ہے۔فلہٰذانصاریٰ کی طرح ننگے سر رہنا ہی بہتر ہے۔پگڑی باندھنے کی سُنّت کی اہمیت ذہنوں سے نہ صرف اُتر جائے گی بلکہ دورِ حاضر کا ماڈرن مسلم اپنی تائید پیش کرے گاجس سے سُنّت کو زندہ کرنے کے بجائے اُسکی اہمیت کو سخت دھچکا لگے گا۔

(4) نبی اکرم ﷺ نے تونماز کی ادائیگی کے وقت سر ڈھانپنے کی اتنی سخت تاکید فرمائی ہے کہ سر کا درمیانی معمولی حِصّہ کُھلا رکھنے کو بھی گوارا نہیں چہ جائیکہ سارا سر ننگا ہو چناچہ حدیث شریف میں اعتجار سے روکا گیا ہے اور اعتجار کی تفسیر میں صاحبِ بحرالرائق میں لکھتے ہیں:

وَهُوَ أَنْ يُكَوِّرَ عِمَامَتَهُ وَيَتْرُكَ وَسَطَ رَأْسِهِ مَكْشُوفًا كَهَيْءَةِ الْأَشْرَارِ [8]

یعنی وہ یہ کہ عمامہ باندھ کرسَر کا درمیانہ حِصّہ شرارتیوں کی طرح کُھلا رکھا جائے۔

---

[7] حدیث شریف کامتن اس طرح ہے: مَنْ تَمَسَّكَ بِسُنَّتِي عِنْدَ فَسَادِ أُمَّتِي ، فَلَهُ أَجْرُ مِائَةِ شَهِيدٍ
(مرقاۃ المفاتیح شرح مشکاۃ المصابیح ، کتاب الإیمان ، باب الاعتصام بالکتاب والسنة ، 262/1،رقم: 176،دار الفکر ،سنة النشر: 1422ھ/2002م)

[8] (البحر الرائق شرح كنز الدقائق ، كتاب الصلاة ، باب ما يفسد الصلاة وما يكره فيها ، عقص شعر الرأس في الصلاة ، 25/2،دار الكتاب الإسلامي)

(5) نماز میں جس عمل کے ساتھ کسی غیر مذہب والے کے ساتھ تشابہ لازم آتا ہواسی عمل سے بچنے کے لئے شدید تاکیدیں واقع ہوتی ہیں مثلاً نماز میں منہ اور ناک بند رکھنا مکروہ ہے اس لئے کہ اس طرح سے مجوسیوں سے مشابہت ہوتی ہے کیونکہ وہ آگ سے پرستش کرتے وقت اُس کے دھوئیں سے بچنے کے لئے منہ اور ناک بند رکھتے تھے اب ہمیں اس فعل سے روکا گیا ہے اسی طرح کمر میں کپڑا باندھ کر نماز پڑھنا مکروہ ہے۔اسی طرح امام کا طاق میں کھڑا ہونا مکروہ ہے کہ اس میں اَہلِ کتاب سے تشابہ ہوتا ہے۔جب اَہلِ اسلام کو غیر مسلموں کے شعار کے تشابہ سے روکا گیا ہے تو کیا سر سے ننگا ہونا نصاریٰ کا شعار نہیں ہے۔افضل العبادۃ میں سر سے ننگے رہنے میں کیوں نصاریٰ کو خوش کرتے ہو اور رسول پاک ﷺ کو ناراض؟

(6) جس عمل میں عوام اُنگلیاں اٹھائیں اپنے ٹھٹھاو مذاق کے لئے نشانہ بنائیں اور وہ فعل باعثِ شہرت ہوتووہ مکروہ ہے چناچہ "مجمع البهار وغیرہ" میں ہے کہ "الخروج عن عادة البلد شهرةومكروه" [9](یعنی اہل شہر کے معمول سے نکلنا شہرت اور مکروہ ہے۔) اور تمام بلادِ حرمین میں جس کے ہر عمل کو غیر مقلدین واجب العمل سمجھتے ہیں خواہ وہ غلط ہو یا صحیح سر پر کپڑا رکھ کر نمازیں ہوتی ہیں اب غیر مقلدین نے اس کو شعار بنایا ہے جس سے نماز کی کراہت میں کسی قسم کا شک ہی نہیں۔

ازالۂ وہم: فقہائے کرام نے ننگے سر نماز کی تین قسمیں لکھی ہیں۔(1) بہ نیتِ استخفاف و استحقار یعنی دل میں خیال ہو کہ نماز کوئی ایسی حالت تو نہیں جس میں سر کو ڈھانپ کر نماز پڑھوں اس لحاظ سے سر ننگا نماز پڑھنا کفر ہوگا۔ (اقول) اگر یہ عمل عام ہوگیا تو نماز میں ننگے سر رہنا استحقار استخفاف کا پایا جانا دور نہیں۔ (2) سُستی و کاہلی کی وجہ سے سر سے ننگا ہوکر نماز ادا کرنا مکروہ ہے۔

تبصرۂ اُویسی: یہ عمل عوام کو پسند ہے کہ سر سے ویسے ہی ننگے رہتے ہیں پھر نماز کے لئے اُنہیں سر پر کپڑا رکھنا بوجھ محسوس ہوتا ہے۔جیسے گرمیوں میں عموماً دیکھا جاتا ہے کہ سستی کی وجہ سے قمیض وغیرہ سے نماز پڑھنا اُنہیں دشوار محسوس ہوتا ہے۔اس عِلّت کو غور سے دیکھا جائے توبات واضح ہے کہ نماز کو ننگے سر پڑھنا عموماً سستی و کاہلی کی وجہ سے ہے۔

(3) بہ نیتِ تواضع وانکسار ہو تو جائز ہے جیسے آنکھیں بند کرکے نماز پڑھنا جائز ہے لیکن جس جوازی عمل میں فِتنہ کا اندیشہ ہو اس سے احتراز (بچنا) واجب ہے اور ظاہر ہے کہ ننگے سر سے نصاریٰ کی تہذیب و تمدن کو تقویت ملتی ہے۔پھر عاشقِ سُنتِ مصطفے ﷺ کب گوارا کر سکتا ہے۔کہ وہ اپنے محبوب ﷺ کے مقابلہ میں نصاریٰ انگریز کی تہذیب کو ترجیح دے لیکن عملی طور تو ترجیح دی جا رہی ہے اور نہ صرف ترجیح بلکہ اسلامی تہذیب کا مذاق اور انگریزی تہذیب سے پیار بتاتا ہے کہ مسلمان کا

---

[9] ہمیں یہ عبارت ان الفاظوں کے ساتھ ملی: لخروجه عن عادة البلد قبح وشهرة تكره

(صحيح مسلم وإكمال إكمال المعلم ومكمل إكمال الأكمال، كتاب اللباس والزينة ، باب الانتعال ،392/5.دار الكتب العلمية بيروت)

دین و ایمان خطرہ میں ہے اِسی لیے فقیر دین کے رہنماؤں سے اپیل کرتا ہے کہ فی سبیل اللّٰہ دین کی کشتی کے بچانے کی سبیل کیجیے قوم کو انگریزی تہذیب سے ہٹاکر اسلامی تہذیب و تمدن کا خوگر بنایئے۔رسول اکرم ﷺ کی ہر ادا کا عملی نمونہ اپنے اندر پیدا کرکے اپنے حلقہٗ اثر میں ہر سُنّت پر سختی سے عمل کرایئے۔ہم نے اسلاف میں اپنے مشائخ میں حضرت امام اعلیٰ حضرت، حضرت میاں شیر محمد شرقپوری، پیر جماعت علی شاہ، پیر بھر چونڈی شریف، محدثِ اعظم پاکستان اور دیگر اکابرِ اُمّت کا تجربہ کیا ہے اور دیکھا ہے کہ وہ کس طرح عوام کو سُنّت پر چلا گئے ہیں اور الحمد للّٰہ اب بھی بعض پیرانِ عظام اور علماء کرام اِسی طریقہ پر کاربند ہیں۔خدا کرے اِسی طرح دیگر پیرانِ عظام اور علماء کرام فقیر کی آواز کی طرف توجہ دیں تو انشاء اللّٰہ تعالیٰ انگریزی تہذیب کا بیڑا غرق ہوگا اور سُنّتِ نبوی ﷺ کا بول بالا ہوگا۔

تتمہ: اسلام کے احکام قرآن وحدیث اور اجماع وقیاس سے ثابت ہوتے ہیں۔پھر ان کے کئی درجات ہیں۔جیسے فرض،واجب، سُنّتِ مؤکدہ و سُنّتِ غیر موکدہ اور مستحب۔چونکہ یہ مسئلہ غیر مقلدوں سے منسلک ہے اسی لئے اُن کی سمجھ کے مطابق عرض کیا جا رہا ہے کیونکہ وہ خود کو اہلِ حدیث کہلاتے ہیں اگرچہ صرف نام ہے کام نہیں جیسا کہ ابھی معلوم ہوگا۔

قواعد الحدیث: احادیثِ مبارکہ کا غور سے مطالعہ کرنے والے کو معلوم ہے کہ بعض امور وہ ہیں جن پر حضور ﷺ نے مُداوَمت (ہمیشگی) فرمائی اور وصال کے وقت تک عمل رہا۔اِسے اصطلاح میں سُنّت کہا جاتا ہے۔ہم اہلِسنّت اِس قسم کی احادیث پر عمل کرتے ہیں اِسی لئے ہم اہلِسنّت کہلاتے ہیں۔

بعض وہ احادیثِ مبارکہ ہیں جو محض اُمت کی سہولت کے لئے کبھی عمل کیا یا اجازت بخشی لیکن دائماً عمل نہیں فرمایااُسے ہم حدیث تو کہہ سکتے ہیں لیکن سُنت نہیں چونکہ غیر مقلدین عوام میں انتشار پھیلانے کے درپے ہیں اسی لئے تلاش کرکے وہی احادیث پیش کرتے ہیں جن سے عوام کو خلش ہو اور انتشار پھیلے اس کی مثالیں عرض کردوں گا تاکہ مسئلہ واضح ہو۔

(1) نبی پاک ﷺ نے ایک دفعہ اونٹنی پر سوار ہو کر طواف کیا، لیکن دائماً سواری کے بغیر طواف فرمایا۔

(2) روزہ کی حالت میں کبھی بعض ازواجِ مطہرات کو بوسہ دیالیکن ہمیشہ نہیں پہلا کام صرف جواز کے لئے تھاہم اسے حدیث مانتے ہیں لیکن دائماً اس پر عمل نہ تھا۔ممکن ہے غیر مقلدین اس پر روزہ کے ساتھ عمل کرتے ہوں تو وہ شادی شدہ اور کنوارے کہاں جائیں۔ممکن ہے اُن کی دینی خیر خواہی کے طور پر اُن کے لیے کوئی سبب بنادیا جاتا ہویہ اُن سے پوچھیے ورنہ ایسے کنوارے غیر مقلدین زندگی بھر اس حدیث پر عمل نہ کرسکے۔

(3) روزے کی حالت میں مباشرت (مردوزن کا کپڑے کے حائل ہوئے بغیر ملنا ملانا) احادیث سے کبھی کبھی کرلینا ثابت ہے۔وہ جواز کے لئے تھا کہ کسی سے اگر ایسے ہو جائے تو روزہ ضائع نہ سمجھا جائے۔اسے ہم حدیث تو مانیں گے لیکن سُنت نہیں۔ ممکن ہے غیر مقلدین اس پر روزانہ عمل کرتے ہوں تاکہ سُنت سے محروم نہ ہوں۔یہ اُن کا گھریلو معاملہ ہے۔

(4) بعض احادیث میں عورتوں کے ختنہ کے متعلق بھی آیا ہے تو اُن کو ہم احادیث بر حق کہیں گے لیکن عمل نہیں ہے۔ممکن ہے اِن کے ہاں یہ عمل جاری ہو بلکہ ہونا لازم ہے۔کیونکہ وہ اہلِ حدیث نہیں۔نمونہ کے یہ چند مسئلے عرض کئے ہیں ورنہ اس قائدے کا باب وسیع ہے۔

نتیجہ: اس قائدہ پر عمامہ شریف حضور سرور عالم ﷺ کی دائمی سُنّت ہے۔نماز، غیر نماز میں آپ ﷺ سے اس طرح ثابت ہے۔ہاں جواز کے لئے کبھی نہ باندھا تو وہ سُنّت نہ ہو گی اور مسلمان کو سُنّتِ رسول ﷺ چاہیئے نہ کہ اس کے خلاف۔

قاعدہ 2: احادیثِ مبارکہ کے مراتب و درجات کے لحاظ سے احکام' فرض، واجب، سُنّتِ مؤکدہ و غیر مؤکدہ و مستحب' مرتب ہوئے ہیں۔بالخصوص فضائل کے متعلق تو کسی محدث وفقیہ کو اختلاف نہیں۔یہاں تک کہ غیر مقلدین کے سربراہ ثناء اللہ امر تسری، میاں نذیر احمد دہلوی و داؤد غزنوی وغیرہ وغیرہ بھی قائل ہیں۔

حدیث ضعیف کہنا اِن کا ایسا حربہ ہے کہ عوام کو بہت جلد دام تزوِیر (دھوکہ کے ذریعے) پھنسا لیتے ہیں، لیکن کب تک بالآخر یوم الحساب تو قابو آئیں گے۔کچھ یہاں اِن کا رَوِیّہ بھی یہی ہے۔مانا کہ عمامہ کی نماز کے متعلق کچھ روایات ضعیف سہی لیکن حضور سرور عالم ﷺ دائمی طور پر تو عامل رہے۔پھر اس محبوب سیرت کا انکار کیوں۔

میں نے پہلے عرض کیا غیر مقلدین کا مقصد عوام میں انتشار پھیلانا ہے یہ طویل داستان فقیر کی کتاب "شُترِ بے مہار وہابی" میں پڑھ لیں۔یہاں نمونہ کے طور پر عرض کردوں۔رضی اللہ تعالیٰ عنہم

ہمارے اور ان کے بیان سے سب کو یقین ہے کہ حضور سرور عالم ﷺ اور صحابہ کرام ان کے تابعین و تبع تابعین رضی اللہ تعالیٰ عنہم حتی العین (یعنی پندرہویں صدی تک) عمامہ سے نماز کی ادائیگی ہوتی رہی اور ہو رہی ہے۔یہاں تک کہ ان کے مرکزی آئمہ نجدی بھی عمامہ نہ سہی لیکن ننگے سر نہیں بلکہ سر ڈھانپ کر ٹوپی، رومال سے نماز ادا کرتے ہیں تو یہ کبھی کبھار کی روایت ڈھونڈ کر عوام کو بہکایا گیا کہ ہم حدیث پر عمل کرنے والے ہیں۔حالانکہ وہ صحیح احادیث جن کے متعلق حضور سرور عالم ﷺ سے فضائل ثابت ہیں۔بلکہ ہمارے نزدیک وہی روایات آپ ﷺ کی زندگی مبارک کا معمول رہا ہے ان کے برعکس کی روایات بوجہ ضرورت تھیں۔ہمارا دعویٰ تسلیم نہ کریں لیکن یہ اُنھیں ماننا پڑے گا کہ وہ روایات صحیحہ ہیں لیکن وہ ان روایات پر عمل نہیں کرتے مثلاً۔

1- حضور نبی پاک ﷺ نے صبح کی نماز اسفار (روشنی میں پڑھنا) فرمایا: أَسْفِرُوا بِصَلَاةِ الْفَجْرِ ، فَإِنَّهُ أَعْظَمُ لِلْأَجْرِ [10]
یعنی فجر میں اسفار (روشنی میں پڑھا) کرو کیونکہ اس میں بہت بڑا اجر و ثواب ہے۔

2- ظہر موسم گرما کے متعلق فرمایا: أَبْرِدُوا بِالظُّهْرِ ، فَإِنَّ شِدَّةَ الْحَرِّ مِنْ فَيْحِ جَهَنَّمَ [11]
یعنی ظہر کو ٹھنڈا کر کے پڑھو کیونکہ سورج کی گرمی جہنم کی بھاپ ہے۔

غور فرمایئے کہ غیر مقلدین نے کبھی ان دونوں اوقات کو معمول نہیں بنایا۔بلکہ معمول ہے تو صبح کی نماز سخت اندھیرے میں اور ظہر (گرما) زوال ہو یا نہ سخت اور شدید گرمی میں،اگرچہ ان اوقات کے لئے بھی روایات ہیں۔جن کے لئے ہم (احناف) نے کہا کہ وہ بوقتِ ضرورت تھا اور ہمارے اوقات معمول بنا۔لیکن وہ نہیں مانتے۔اس سے اہلِ فہم کو سمجھ جانا چاہیئے کہ ان کا مقصد کیا ہے وہی جو ہم نے کہا کہ عوام میں انتشار کیونکہ جب سے ان کے مذہب کی بنیاد رکھی گئی اور گورنمنٹ انگریزی سے رجسٹرڈ ہوئے اس وقت سے وہی کاروائی جاری کی۔جو عوام میں انتشار پھیلائے۔اعتبار نہ آئے تو چند نموے ملاحظہ ہوں۔

احناف	غیر مقلدین
1- کنواں پلیدی کے گرنے سے پلید۔	کنوئیں میں کتنی ہی پلیدیاں ہوں پاک رہتا ہے
2- قرآن کو بے وضو ہاتھ نہ لگانا۔	قرآن کو بے وضو ہاتھ لگانا جائز
3- کعبہ کی طرف منہ کر کے پیشاب نہ کرنا	کعبہ کی طرف منہ کر کے پیشاب کرنے میں حرج نہیں۔
4- ایسے ہی اس طرف پاوں نہ پھیلانا	کوئی حرج نہیں ایسے پاوں پھیلانا جائز۔
5- نماز میں ہاتھ کانوں تک لے جانا	نماز میں ہاتھ کاندھے تک۔
6- نماز میں ناف کے نیچے ہاتھ باندھنا	نماز میں ہاتھ ناف کے اوپر۔
7- مسجد میں جوتے نہ پہننا	مسجد میں جوتے پہن کر جانا۔
8- نماز جوتے پہن کر نہ پڑھنا۔	جوتے پہن کر نماز پڑھنا۔
9- عمامہ یا ٹوپی سر پر رکھ کر نماز پڑھنا۔	نماز ننگے سر پڑھنا۔

[10] (المعجم الكبير ، باب الراء ، من اسمه رافع ، رافع بن خديج بن رافع الأنصاري ، وما أسند رافع بن خديج ، محمود بن لبيد الأنصاري عن رافع بن خديج ، 251/4 ،رقم: 4293، دار الكتب العلمية)

[11] (صحيح البخارى، كتاب مواقيت الصلاة، الباب الابراد بالظهر فى شدة الحر ، 199/1 ،رقم: 513، دار ابن كثير ،سنة النشر: 1414ھ/1993م)

یہ صرف نمونے کے طور پر کچھ عرض کردیا ہے۔ورنہ حقیقت یہ ہے۔انگریز نے کہا موٹے موٹے مسائل میں اسلام کا اُلٹ میں کروں گا۔ چھوٹے چھوٹے مسائل میں تم۔چناچہ ایسا ہی ہوا۔غیر مقلدین کے مذہب کو گورنمنٹ نے رجسٹرڈ کیا۔جیسے کمپنیاں رجسٹرڈ ہوتی ہیں۔ "تحریر الحیوٰۃ بعد المماۃ" اُویسی غُفِرَلَہٗ

دلائلِ غیر مقلدین: دس نمبر کے مطابق دس غیر مقلدین کے فتاوٰی کے مجموعہ میں کھودا پہاڑ نکلا چوہا وہ بھی مُردہ کی مثالِ صادق آئی۔کیونکہ زیادہ سے زیادہ روایات سے جواز ثابت کر سکیں اور بس چنانچہ اُن دس صاحبان نے دلائل سے ننگے سر نماز کا جواز ثابت کیا ہے۔اُن کی عبارات کا خلاصہ ملاحظہ ہو۔

صحاح ستہ کے علاوہ مسند امام احمد و مؤطاء،امام مالک رحمۃ اللہ علیہ، ابوبکر بن شیبہ و نیل الاوطارو سبل السلام شرح بلوغ المرام باب فی الثواب الواحد ملتحفابہ۔

(1) أُمُّ هَانِئٍ الْتَحَفَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِثَوْبٍ وَخَالَفَ بَيْنَ طَرَفَيْهِ عَلَى عَاتِقَيْهِ [12]

(2) عَنْ عُمَرَ بْنِ أَبِي سَلَمَةَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلَّى فِي ثَوْبٍ وَاحِدٍ [13]

(3) عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ سَائِلًا سَأَلَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ الصَّلَاةِ فِي ثَوْبٍ وَاحِدٍ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَوَلِكُلِّكُمْ ثَوْبَانِ [14]

(4) عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يُصَلِّي أَحَدُكُمْ فِي الثَّوْبِ الْوَاحِدِ لَيْسَ عَلَى عَاتِقَيْهِ شَيْءٌ [15]

شیئ کذا عن سلمة بن الا کوع وفی الحدیث عن واند بن محمد وطلق وغیرہ من کثیر الصحابة و ائمة المسلمین وفی الحدیث ادلة کثیرة لا تحطی ومن انکر فعلیه ان یأتینی بدلیل واضح الا فلا نسلم قول من قول لا یجوز الصلوة من لا یضع الثیاب علی رأسه فی الصلوة وکذا فی البیهقی وفی کتب المتداولة و تحفة الاحوذی و شرح البخاری یعنی فتح الباری ادلة کثیرة امنا جابر بن عبد اللّٰہ فی قمیص واحد ثم قال هٰکذا رأیت رسول اللّٰہ ﷺ فی قمیص واحد البیهقی فی باب الصلوة فی الثوب الواحد۔

---

[12] (صحيح البخاری، كتاب الصلاة، باب الصلاة في الثوب الواحد ملتحفا به، 140/1، دار ابن كثير، سنة النشر: 1414ھ/1993م)

[13] (صحيح البخاری، كتاب الصلاة، باب الصلاة في الثوب الواحد ملتحفا به، 140/1، رقم: 347، دار ابن كثير، سنة النشر: 1414ھ/1993م)

[14] (صحيح البخاری، كتاب الصلاة، باب الصلاة في الثوب الواحد ملتحفا به، 141/1، رقم: 351، دار ابن كثير، سنة النشر: 1414ھ/1993م)

[15] (صحيح البخاری، كتاب الصلاة، باب إذا صلى في الثوب الواحد فليجعل على عاتقيه، 141/1، رقم: 352، دار ابن كثير، سنة النشر: 1414ھ/1993م)

ومسند امام احمد، ص103، باب جواز الصلوۃ فی الثوب الواحد قال ابو حنیفه عن الزبیر عن جابر رضی اللّٰه تعالی عنه ان رسول اللّٰه ﷺ صلّی فی ثوب واحد متو شحا به فقال بعض القوم لا بی الزبیر عن المکتوبة قال المکتوبة وغیر المکتوبة۔ مسند امام احمد۔ هٰذا کفایة لمن له درایة

غیر مقلدین نے ننگے سر نماز کے جواز میں اپنے مولویوں کے فتاوٰی شائع کیے ہیں۔فقیر نے اُن فتاوٰی سے یہ دلائل نقل کیے ہیں۔ اُویسی غفرلہٗ

ان سب روایات کا خلاصہ یہ ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ننگے سر نماز پڑھی اور پڑھائی ہے۔

(بخوفِ طوالت ان روایات کا ترجمہ و مطلب ترک کر دیا ہے۔) ایک اور صاحب نے وہی روایات مع طریقِ استدلال کہا۔

یہ مسئلہ حدیث کی ہر کتاب میں موجود ہے۔مشکٰوۃ شریف،باب الستر میں پہلی حدیث میں عمر بن سلمہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ صلى الله عليه وسلم يُصَلِّي فِي ثَوْبٍ وَاحِدٍ مُشْتَمِلاً بِهِ فِي بَيْتِ أُمِّ سَلَمَةَ، وَاضِعًا طَرَفَيْهِ عَلَى عَاتِقَيْهِ[16]

یعنی حضرت عمر بن ابی سلمہ رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کو ایک کپڑ ا اوڑھے نماز پڑ ھتے دیکھاجسکے دونوں کنارے دونوں کاندھوں پر پڑے تھے۔

اس حدیث شریف سے رسول اللہ ﷺ کا ایک کپڑے میں ننگے سر نماز پڑھنا ثابت ہوا۔

دوسری حدیث شریف حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے:

قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يُصَلِّيَنَّ أَحَدُكُمْ فِي الثَّوْبِ الْوَاحِدِ لَيْسَ عَلَى عَاتِقِهِ مِنْهُ[17]

یعنی نہ نماز پڑھے کوئی تمہارا جس کے کندھوں پر کپڑا نہ ہو۔

اس حدیث میں ایک کپڑے میں نماز پڑھنے کی اجازت دی بشرطیکہ کندھے ننگے نہ ہوں۔ننگے سر نماز پڑھنے سے منع نہیں کیا۔

تیسری حدیث حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے:

---

[16] (مشكاة المصابيح، كتاب الصلاة، باب الستر، الفصل الأول، 150/1، رقم:754، دار ارقم)

(صحيح البخاري، كتاب الصلاة، باب الصلاة في الثوب الواحد ملتحفا به، 141/1، رقم:349، دار ابن كثير، سنة النشر: 1414هـ/1993م)

[17] (سنن النسائي، كتاب القبلة، صلاة الرجل في الثوب الواحد ليس على عاتقه منه شيء، 71/2، رقم:769، مكتب المطبوعات الإسلامية، سنة النشر: 1414هـ/1994م)

اس کے علاوہ یہ حدیث شریف مسند احمد، موطا مالک، سنن الدارمی، المصنف ودیگر کُتبِ حدیث میں موجود ہے۔

سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ مَنْ صَلَّى فِي ثَوْبٍ وَاحِدٍ فَلْيُخَالِفْ بَيْنَ [18]

یعنی رسالت مآب ﷺ کو یہ فرماتے سنا جو آدمی ایک کپڑے میں نمازادا کرے اسے چاہئے کہ وہ اس کی دونوں اطراف کو مخالف سمت میں ڈال لے۔

اس حدیث میں ایک کپڑے میں ننگے سر نماز پڑھنے کا طریقہ بیان فرمایا۔

چوتھی حدیث عمر بن ابی سلمۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن اکوع کی ہے۔

قَالَ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنِّي رَجُلٌ أَصِيدُ أَفَأُصَلِّي فِي الْقَمِيصِ الْوَاحِدِ قَالَ نَعَمْ وَازْرُرْهُ وَلَوْ بِشَوْكَةٍ [19]

یعنی میں نے عرض کیا: یارسول اللہ! میں ایسا آدمی ہوں کہ شکار کرتا ہوں، تو کیا میں ایک قمیص ہی میں نماز پڑھ سکتا ہوں؟ فرمایا: ہاں اسکو سامنے سے ٹانک لینا خواہ کانٹے کے ہی ذریعہ ہو۔

اس حدیث میں رسول اللہ ﷺ نے ایک کُرتہ میں ننگے سر نماز پڑھنے کا حکم دیا ہے۔ایک کپڑے میں ننگے سر نماز پڑھنا صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے بھی ثابت ہے جیسا کہ جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دوسرے کپڑوں کی موجودگی میں ننگے سر نماز پڑھی اور حضرت ابی بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا:

الصَّلَاةُ فِي الثَّوْبِ الْوَاحِدِ سُنَّةٌ كُنَّا نَفْعَلُهُ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صلى الله عليه وسلم وَلَا يُعَابُ عَلَيْنَا [20]

یعنی ایک کپڑے میں نماز پڑھنا سُنّت ہے۔ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ایک کپڑے میں نماز پڑھتے اور ہم پر کوئی اعتراض نہ کرتا۔

اسی طرح آج بھی اگر کوئی ننگے سر نماز پڑھے تو اُس پر کوئی اعتراض نہیں کرنا چاہیئے۔

آخری اور مضبوط سہارا: حدیثِ ذیل بڑے فخر و ناز سے پیش کرتے ہیں:

عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْكَدِرِ قَالَ صَلَّى جَابِرٌ فِي إِزَارٍ قَدْ عَقَدَهُ مِنْ قِبَلِ قَفَاهُ، وَثِيَابُهُ مَوْضُوعَةٌ عَلَى الْمِشْجَبِ قَالَ لَهُ قَائِلٌ تُصَلِّي فِي إِزَارٍ وَاحِدٍ فَقَالَ إِنَّمَا صَنَعْتُ ذَلِكَ لِيَرَانِي أَحْمَقُ مِثْلُكَ، وَأَيُّنَا كَانَ لَهُ ثَوْبَانِ عَلَى عَهْدِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ [21]

---

18) (صحیح البخاری،کتاب الصلاۃ، الباب اذا صلی فی الثوب الواحد فلیجعل علی عاتقیه، 1/141-142، رقم:353، دار ابن کثیر،سنة النشر: 1414ھ/ 1993م)

19) (سنن أبي داود ، كتاب الصلاة ، باب في الرجل يصلي في قميص واحد، 1/171، رقم:632، المكتبة العصرية)

20) (مسند الإمام أحمد ، مسند الأنصار رضي الله عنهم ، حديث المشايخ عن أبي بن كعب رضي الله تعالى عنه، 5/141، رقم:20769، دار إحياء التراث العربي سنة النشر: 1414ھ/ 1993م)

21) (صحیح البخاری،کتاب الصلاۃ، الباب عقد الازار علی القفافی الصلاۃ، 1/140، رقم:345، دار ابن کثیر،سنة النشر: 1414ھ/ 1993م)

عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْكَدِرِ قَالَ رَأَيْتُ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ يُصَلِّي فِي ثَوْبٍ وَاحِدٍ وَقَالَ رَأَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّي فِي ثَوْبٍ [22]

یعنی محمد بن منکدر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک ہی تہہ بند میں نماز پڑھی اور اپنے کپڑے کھونٹی پر رکھ دیئے۔کسی نے اعتراض کیا کہ آپ نے ایک ہی تہہ بند میں نماز کیوں پڑھی ہے۔حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جواب دیا اس لئے تاکہ میں تیرے جیسے بے سمجھ کو بتادوں کہ ننگے سر نماز ہوجاتی ہے اور نبی اکرم ﷺ کے عہد میں بہت کم لوگوں کو دو کپڑے میسّر آتے تھے۔

دوسری روایت محمد بن منکدر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے یوں ہے کہ میں نے حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ایک ہی کپڑے میں نماز پڑھتے دیکھ کر اس کی وجہ دریافت کی۔اُنھوں نے جواب دیا کہ میں نے نبی اکرم ﷺ کو ایک ہی کپڑے میں نماز پڑھتے دیکھا ہے:

قَالَهُ فِي النِّهَايَةِ. وَالْغَرَضُ بَيَانُ جَوَازِ الصَّلَاةِ فِي الثَّوْبِ الْوَاحِدِ وَلَوْ كَانَتِ الصَّلَاةُ فِي الثَّوْبَيْنِ أَفْضَلَ فَكَأَنَّهُ قَالَ: صَنَعْتُهُ عَمْدًا لِبَيَانِ الْجَوَازِ [23]

یعنی صاحب نہایہ نے کہا ہے کہ ایک ہی کپڑے میں نماز پڑھنا جائز ہے اگرچہ دو کپڑوں میں فضیلت ہے نماز کی۔اسی لئے حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک ہی کپڑے میں نماز پڑھی تاکہ جو لوگ بے سمجھ ہیں وہ جان لیں کہ ننگے سر نماز جائز ہے۔

نوٹ: ہم نے غیر مقلدین کا تمام سرمایہ یہاں جمع کردیا ہے اس کے بعد علم سے اُن کی جھولی خالی ہے۔اب فقیر کی سُن لیجئے۔

جوابات: (1) تمام روایات جواز پر دلالت کرتی ہیں۔اس سے ہم نے کب انکار کیا ہے جیسا کہ خود غیر مقلدین نے امامِ اہلِسنّت، شاہ احمد رضا بریلوی قدس سرہٗ کے فتاوٰی نقل کئے اور خود احادیث کے شارحین کی عبارات نقل کیں تو اُنھوں نے جواز کا کہا اور جواز سے سُنّت ثابت کرنا یہی جہالت ہے۔جس کی تاحال غیر مقلدین کو آگاہی نہ ہوئی کہ کوئی کام حضور ﷺ جواز کے لئے کر دکھلائیں تو وہ سُنّت کیسے بن گیا۔جواز کی چند مثالیں فقیر پہلے عرض کرچکا ہے سُنّت مداومت اور عمل کا نام

---

[22] (صحیح البخاری، کتاب الصلاۃ، الباب عقد الازار علی القفافی الصلاۃ، 140/1، رقم:346، دار ابن کثیر، سنۃ النشر: 1414ھ/1993م)

[23] (فتح الباری شرح صحیح البخاری، کتاب الصلاۃ، رقم الحدیث 345، الحاشیۃ رقم: 1، الصفحۃ 557، دار الریان للتراث)

ہے اور گاہے گاہے جواز اور ضرورت کا نام۔انہی تمہارے دلائل سے فیصلہ ہوجانا چاہیئے کہ حضور نبی کریم ﷺ اور صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم و جملہ اہلِ اسلام کا دائمی عمل سر پر عمامہ یا ٹوپی وغیرہ تھا یا ننگا؟

(2) احادیثِ مُبارکہ میں ننگے سر نماز پڑھنے کا نہیں بلکہ ننگے سر نمازِ نبوی ﷺ کی ہیئت و کیفیت سے ثابت ہو اتو اب ہمارا سوال ہے کہ جس طرح احادیثِ مُبارکہ نقل کی گئی ہیں۔اس طرح کی نماز پڑھو تو عامل بالحدیث بنوصرف پگڑی اُتار کر نماز پڑھنے سے بدعتی بن رہے ہو۔احادیثِ مُبارکہ مذکورہ میں غور کرو اس کی یہ صورتیں ہیں۔(1) ایک کپڑا۔(2) دو کپڑے (3) ایک کپڑا پیٹھ کے پیچھے سے گردن میں باندھ دینا جس سے کاندھا بھی ڈھکے ہوں (جیسے بچوں کو (ایک کپڑا) پہنایا جاتا ہے) صرف ننگے سر نماز کا ذکر نہیں۔تو اب غیر مقلدین پر واجب ہے کہ وہ روزانہ عمامہ اُتارنے کے بجائے صرف ایک ہی چادر پر اِکتفاء کریں۔جیسے احادیثِ مُبارکہ میں ہے اور اس چادر کو بچوں کی طرح کاندھوں پر باندھ کر نماز پڑھیں۔صرف عمامہ پر غُصّہ کیوں؟صرف عمامہ اُتار کر ننگے سر نماز پڑھنے کی سُنّت کہاں سے نکال لی؟جواز کے ہم قائل ہیں لیکن صرف ننگے سر نماز پڑھنے کو سُنّت کہنا یہ کس حدیث میں ہے۔

(4) حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ والی روایت جس میں اُنھوں نے معترض کو احمق کہا اس سے اُن کا ننگے سر نماز کا استدلال بھی عجیب ہے کیونکہ حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک کپڑے سے نماز پڑھ رہے تھے اور بچوں کی طرح گردن میں کپڑا باندھ رکھا تھا تو غیر مقلدین بعینہ اس طرح نماز پڑھیں ہم انکار نہ کریں گے کیونکہ جواز کا باب وسیع تر ہے۔حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا معترض کو احمق کہنا ننگے سر نماز کی وجہ سے نہ تھا۔بلکہ اس کی وجہ کچھ اورہے نہ یہ کہ آپ نے ننگے سر نماز پڑھنے پر معترض کو احمق کہا۔اس کی وجہ دراصل یہ تھی کہ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم بعض مسائل میں ایک دوسرے سے اختلاف کرجاتے تھے۔اسی اختلاف کو حضور سرورِ عالم ﷺ نے "اِخْتِلَافُ أُمَّتِیْ رَحْمَةٌ" [24]یعنی "میری اُمت کا اختلاف رحمت ہے۔" فرمایا ہے اس مسئلہ میں بہت بڑے جلیل القدر صحابہ کرام و تابعین رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو اختلاف تھا کہ ایک کپڑے میں نماز ہوتی ہی نہیں اور جواز والی روایات کا وہ حضرات یہ جواب دیتے کہ حضور سرورِ عالم ﷺ کے دور میں وسعت نہ تھی اسی لئے جائز تھا لیکن بعد کو ناجائز ہے اُن کے اسماء گرامی ملاحظہ ہوں۔

---

[24] (شرح الزرقانی علی موطأ الامام مالک. موطأ مالک. کتاب الجامع. باب حسن الخلق. ماجاء فی حسن الخلق. الحاشیة رقم: 1. الصفحة 396. مکتبة الثقافة الدینیة)

عینی شرح بخاری میں ہے: التوشح نوع من الاشتمال تجوز الصلاة به ، والفقهاء مجمعون على جواز الصلاة في ثوب واحد ، وقد روي عن ابن مسعود خلاف ذلك (قلت) ذهب طاوس وإبراهيم النخعي وأحمد في رواية وعبد الله بن وهب من أصحاب مالك ومحمد بن جرير الطبري إلى أن الصلاة في ثوب واحد مكروهة الخ [25]

(عینی شرح بخاری، جلد 4، صفحہ 58،وجلد 4، صفحہ 61)

اُن کے ہاں بھی بہت بڑے دلائل ہیں۔جنھیں امام بدر الدین عینی شارح بخاری نے نقل فرماکر انکار کیااور اس اختلاف میں بعض روایات حضرت اِبنِ عمر بھی شامل ہیں اور امام مجاہد بھی۔بلکہ اس مسند پر سیّدنا ابن مسعود و سیّدنا ابن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مناظرہ ہواجس کا فیصلہ حضرت فاروقِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ابنِ کعب کے حق میں فرمایا۔

ملاحظہ ہو عینی شرح بخاری، جلد 4، صفحہ 73 اور تاریخ صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے واقفین کو خوب معلوم ہے کہ جمہور صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم جس طرف ہوں۔حق وہی ہوتا ہے اور یہ بھی ہے۔پھر جوادنیٰ اعلیٰ کے سامنے یا تابعی صحابی کے سامنے جمہور کے خلاف مسئلہ پر اعتراض یا طنز کرے یا اسی کو ترجیح دے تو پھر اس کے ساتھ اس طرح ہوتا ہے جیسے حضرت جابر نے معترض کو فرمایا چناچہ یہاں بھی ہوا کہ مشکوٰۃ امام المحدثین حضرت علامہ بن سلطان محمد القاری رحمۃ اللہ الباری مرقات میں لکھتے ہیں کہ

أَنْكَرَهُ إِنْكَارًا بَلِيغًا كَأَنَّهُ قِيلَ: قَدْ صَحِبْتَ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمَا شَعَرْتَ بِسُنَّتِهِ فَتُصَلِّي فِي ثَوْبٍ وَاحِدٍ وَثِيَابُكَ مَوْضُوعَةٌ عَلَى الْمِشْجَبِ، فَلِذَلِكَ زَجَرَهُ وَسَمَّاهُ أَحْمَقَ [26]

خلاصہ یہی ہوا کہ حضرت ابنِ جابر کا معترض کو احمق کہنا جمہور کے مذہب کے خلاف بولنے کی وجہ تھی نہ یہ کہ ننگے سر نماز پڑھنے کے اعتراض کی وجہ سے اور نہ ہی وہاں ننگے سر نماز کی بات تھی۔یہ غیر مقلدین کا اپنا ڈھکوسلہ ہے۔

خلاصۃ البحث: حضرت ملا علی قاری رحمۃ اللہ الباری کی طرح ہم سب (غیر مقلدین سمیت) کویہی کہتے ہیں کہ حضور ﷺ اور صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا ایک کپڑے میں یا دو کپڑوں میں نماز پڑھنا بوجہ ضرورت تھاکہ اس وقت کپڑوں کی قلّت تھی یا جواز کے لئے تاکہ اگر کوئی صرف ایک کپڑے سے یا دو سے نماز پڑھ لے تو نماز جائز ہوجائے گی۔بشرطیکہ اس

---

[25] (عمدة القاري شرح صحيح البخاري ،كتاب الصلاة ، باب الصلاة في الثوب الواحد ملتحفا به.4/61-60 ,رقم: 22349.دار إحياء التراث العربي)

[26] (مرقاة المفاتيح شرح مشكاة المصابيح. كتاب الصلاة. باب الستر. رقم الحديث 770. الحاشية رقم:1.2/ 639. دار الفكر)

کے ہاتھ کوئی دوسرا عارضہ شرعی لاحق نہ ہو اس کے متعلق عرض کر چکا ہوں۔حضرت ملا علی قاری رحمۃ اللہ الباری کی عبارت ملاحظہ ہو۔

وأما صلاة النبي صلى الله عليه وسلم وأصحابه في ثوب واحد ، ففي وقت كان لعدم ثوب آخر ، وفي وقت كان مع وجوده لبيان الجواز نقله الطيبي[27] (ترجمہ اوپر کے مضمون میں آگیا ہے۔)

جواز کا سہارا: 1- احکامِ شرعیہ دو قسم کے ہیں "عزیمت و رخصت" مردانِ خدا وہ ہوتے ہیں جو عزیمت پر عمل کرتے اور ڈھیلے ڈھالے سُست و کاہلین جواز کا حیلہ ڈھونڈتے ہیں بفضلہ تعالیٰ اہلِسنّت احکامِ شرعیہ میں عزیمت پر عمل کرتے ہیں اور غیر مقلدین رخصت کے پیچھے پڑ کر خود ہی دین سے رخصت ہو جاتے ہیں۔

2- جس جواز میں غیروں (غیر مسلموں) کو سہارا ملے اور اصل مسئلہ کے ترک کا خطرہ ہو تو اس جواز پر عمل نہ کرنا بھلا کھڑے ہوکر پیشاب کرنا،جواز کا سہارا لے کر آج کی ماڈرن مسلم پینٹ پتلون کی شامت سے بیٹھ کر پیشاب کرنے کی سُنّت سے محروم،یہاں بھی غیر مقلدین کو یونہی سمجھایا جائے کہ کھڑے ہو کر پیشاب کرنا جائز اور بیٹھ کر سُنّت۔اب ننگے سر نماز کی طرح جواز کا سہارا لے کر کھڑے ہوکر پیشاب کیا کرو اور عوام کی ملامت پر کہہ دیا کرو کہ احادِیث میں کھڑے ہوکر پیشاب کرنا سُنّت ہے۔ننگے سر نماز کے اِستدلال اور اس مسئلہ کے اِستدلال میں کوئی فرق نہیں۔یہ سودا انھیں مہنگا پڑتا ہے۔ایسے ہی جواز کی صورت کھڑے ہوکر کھانا بھی بیٹھ کر کھانا دائمی سُنّت ہے۔اب غیر مقلدین کو پگڑی اُتارنے کے ساتھ ساتھ کھڑے کھڑے مُوتنا اور کھانا چاہیئے وغیرہ وغیرہ۔

اس کے مزید جوابات فقیر نے شرح بخاری شریف میں عرض کردیئے ہیں۔اُویسی غُفرلہٗ

3- ہم نے ننگے سر نماز پڑھنے کی تین صورتیں لکھی ہیں۔ان میں ایک مکروہ ہے۔جب سُستی اور کاہلی سے اس کا ارتکاب ہو اور سُستی و کاہلی کا شکار عوام نہیں بلکہ یہ بیماری اب عام ہے کہ بہت بڑے سمجھدار بھی نماز سے جی کتراتے ہیں۔جب نفسِ نماز اُن کی سُستی اور کاہلی کا شکار ہے تو پھر اُس کے مُستحبات میں کتنا تکاسل و تکاہل کو دخل ہوگا،اور شرع کا قانون بھی ہے اور عقل کا تقاضا بھی کہ بیماری جب وبائی صورت اختیار کرے تو بیمار کو بھرپور ٹیکوں،گولیوں اور دوائیوں کے استعمال کے علاوہ معمولی سے معمولی ضرر رساں عمل سے پرہیز کرانا ضروری ہے اور یہاں یہ حال ہے کہ انگریز کی پٹی پڑھانے کے بعد ننگے سر رہنا زندگی بسر کرنا اسّی (80) فی صد مسلمانوں کا عام ہوگیا ہے دین کادرد رکھنے والا تو سُنّتِ نبوی ﷺ کے احیاء (زندہ کرنا) میں

[27] (مرقاة المفاتيح شرح مشكاة المصابيح، كتاب الصلاة، باب الستر، رقم الحديث 770، الحاشية رقم :1.2/ 639، دار الفكر)

جدوجہد کرے گا، عمامہ باندھنے، بالخصوص نماز ادا کرنے کی کوشش کرے گا ،اور دین سے بے بہرہ انگریز کی دی ہوئی گندی عادت میں اضافہ کرے گا۔

ازاختیاربدست مختارہذاآخرمارقمہ قلم

الفقیر القادری ابو الصالح محمد فیض احمد اُویسی رضوی غفرلہٗ

بہاولپور، پاکستان

29 محرم الحرام 1409ھ 12 ستمبر1988ء بروز ایمان افروز دو شنبہ شریف۔

علماء کرام اور مشائخِ عُظام: آپ اور ہم سب کے آقاحضرت محمد مصطفی ﷺ کی ہر سُنّت کو زندہ رکھنے سے ہمارے اور آپ کے آقاﷺ کتنا خوش ہوتے ہیں یہ آپ فقیر سے زیادہ جانتے ہیں بالخصوص جب وہ سُنّت مردہ ہوجائے یعنی اس پر عمل کرنے سے علمی، ذہنی،رواجی طور سخت مشکل ہو جیسے آج کل اکثر سُنّتوں کا حال ہے۔مثلاً داڑھی رکھنا حبیبِ خداﷺ کی محبوب سُنّت ہے ایسے ہی عمامہ شریف آپ ﷺ کی دائمی ادا ہے کہ کبھی سفر و حضر میں یہاں تک کہ نیند کے وقت بھی آپ ﷺ کا سر مبارک ننگا نہ ہوا۔

لیکن افسوس ہے کہ داڑھی پر جو پھبتیاں اُڑائی جارہی ہیں اس سے کوئی بے خبر نہیں بلکہ اب تو بعض پیر صاحبان (جنہیں اکابر کے صدقے یہ عزت ملی ہے کہ ہزاروں بندگانِ خدا اُن کے حلقۂ خدام میں شمولیت کو فخر سمجھتے ہیں) بھی اس محبوب سُنّت کے دشمن بن گئے ہیں۔ کبھی بھولے سے سُنّت پر عمل کرنے کا تصوّر نہیں کرتے بلکہ سچ پوچھیۓ تو داڑھی کی سُنّت اپنے محبوب چہرے پر دیکھنا گوارا نہیں کرتے۔ایسے ہی بعض علماء حضرات جنہیں دین کی رکھوالی کے لیے چُناگیا وہ بھی ایسے پیر صاحبان کو سمجھانے کی بجائے اُنہیں اپنے وعظ اور نجی مجلسوں میں قطبِ وقت اور غوثِ زماں کا لقب دے کر سُنّتِ مصطفیﷺ کے عملی دشمن بن رہے ہیں اور بعض بے باک مولوی داڑھی چھوٹی رکھوانے کو اپنا فیشن سمجھتے جارہے ہیں۔ایسے ہی پگڑی باندھنے کا حال ہے۔

تو عزیزو! ایسے وقت میں ایسی سُنّتوں کا زندہ کرنے میں سو شہیدوں کا ثواب نصیب ہوجائے تو سستا سودا ہے۔

دعوتِ عام: احبابِ اہلِ اسلام کو دعوتِ عام ہے کہ سُنّتِ مصطفی ﷺ کے احیاء (زندہ کرنے میں) تن من دھن و جان و مال کی قربانی دے کر بلال و خبیب وزید رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا زمانہ اہلِ زمانہ کو دیکھئیے۔

حرفِ آخر: اس طویل بحث سے میرا مقصد یہی ہے کہ علماء کرام و مشائخ عظّام اور عوامِ اہلِ اسلام کو جواز کے چکر میں پھنسنے کے بجائے رسولِ اکرم ﷺ کی ہر سُنّت پر عملی اقدام فرماناچاہیئے بلکہ اپنے حلقۂ احباب کو سختی سے اس پر کاربند بنانا اپنی زندگی کا سرمایہ سمجھیں تاکہ کل قیامت میں حضور سرورِ کائنات ﷺ کا قرب نصیب ہو۔

ہذاآخر ماسطرۂ قلم

الفقیر القادری ابو الصالح محمد فیض احمد اُویسی رضوی غفرلہٗ

3 ذوالحجہ 1410ھ

☆......☆......☆